بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ○

وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ○ مِنَ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ○

ترجمہ: اورنہ ہو جانا تم مشرکوں میں سے یعنی ان لوگوں میں سے جنھوں نے پھوٹ ڈال دی اپنے دین میں اور بٹ گئے فرقوں میں۔ ہر فرقہ اس (طریقے) پر جو ان کے پاس ہے مگن ہے۔

خطبہ

جمعة المبارک

[17 جون 2011]

عنوان

ہمارا پروردگار

زیر اہتمام　　　شعبہ دینی امور جوہری ٹرسٹ (جامع مسجد محمدی نئی آبادی اٹاری سروبہ لاہور)

نوٹ: ہم وضاحت کے ساتھ یہ بات آپ کے علم میں لانا چاہتے ہیں کہ الحمد للہ ہمارا کسی فرقہ کسی مسلک کسی سیاسی گروہ یا جماعت سے کوئی تعلق نہیں ہے ہمارا عزم ہے کہ ہم نے اپنے معاشرے سے انتشار اور افتراق (صوبائیت لسانیت فرقہ واریت) کو ختم کرنا ہے اور بہترین معاشرہ بنانا ہے اس کیلئے ہم نے ایک انسانی کوشش شروع کی ہے اور ہر انسانی کوشش میں غلطیوں کا امکان رہتا ہے لہذا ہماری تحریر میں جو کچھ صحیح نظر آئے نور قرآنی ہے اور جہاں کہیں غلطی نظر آئے وہ ہماری اپنی کوتاہی ہے اس ادنیٰ سی کوشش کو آپ تک پہنچانے کیلئے خطبات کا سلسلہ ایک کڑی ہے ہم امید رکھتے ہیں کہ آپ ہماری اس کاوش کو سراہیں گے اور آپ کو ہم اپنے شانہ بشانہ پائیں گے۔ اللہ پاک ہمیں استقامت دے اور معاشرتی بہتری کیلئے زیادہ سے زیادہ کردار ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ امین

زیر نگرانی:　　　**محترم جاوید اختر جوہری صاحب**

صدر جوہری ٹرسٹ و جامع مسجد محمدی

اب آپ خطبہ جمعة المبارک انٹر نیٹ پر بھی دیکھ سکتے ہیں:

www.Johritrust.org

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الَّذِیْنَ اَوْفُوْا عَھْدَہٗ اَمَّا بَعْدُ۔

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

﴿ تمام تعریفیں اللہ کیلئے جو تمام جہانوں کا رب ہے ﴾

رب کا لفظی معنی:

اللہ رب العزت کا ایک صفاتی نام،،رب،، ہے مثلاً الحمد للہ رب العالمین (سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے)۔ یہ کتنا مختصر لفظ ہے تاہم اس کی معانی میں اتنی وسعت اور گہرائی ہے کہ ساری زندگی مجاہدہ کرنے کے بعد اس لفظ کا یقین دل میں آتا ہے۔''رب'' کے لفظی معنی ہیں پرورش کرنے والا، تربیت کرنے والا' پالنے پوسنے والا۔

جس نے ہمیں پیدا کیا' وہی انسان کی تمام ضروریات پوری کرتا ہے ہمیں جسمانی روزی بھی وہی دیتا ہے اور روحانی روزی بھی وہی دیتا ہے تمام مخلوقات کا خالق اور رازق وہی ہے رب کا لفظ قرآن پاک میں بہت کثرت سے استعمال ہوا ہے۔ گویا کہ ہر چند آیتوں کے بعد رب کا لفظ آیا ہے۔

عالم ارواح میں اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا اقرار:

جب ہم عالم ارواح میں تھے تو اللہ رب العزت نے ہماری روحوں سے ایک وعدہ لیا۔ پوچھا اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں ؟قَالُوْا بَلٰی سب نے کہا کیوں نہیں' تو ہی ہمارا رب ہے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ یہ بھی وعدہ لے سکتے تھے کیا میں تمہارا خالق نہیں ہوں؟ کیا میں تمہارا مالک نہیں ہوں؟ تاہم اللہ تعالیٰ نے اپنی ربوبیت کا اقرار کروایا۔ ذہن میں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ اقرار کیوں لیا؟

جواب یہ ہے کہ وہاں ہم ہر وقت اللہ رب العزت کو یاد کیا کرتے تھے۔

وَمَنْ عِنْدَہٗ لَا یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِہٖ وَلَا یَسْتَحْسِرُوْنَ ○ یُسَبِّحُوْنَ الَّیْلَ وَالنَّھَارَ لَا یَفْتُرُوْنَ ○

عالم ارواح میں غفلت نہ تھی فقط یاد الٰہی تھی تاہم وعدہ لینے کے بعد اللہ تعالیٰ نے ہمیں امتحان کے لئے دنیا میں بھیج دیا۔ آیا کہ دنیا میں جا کر بھی مجھے رب ماننا ہے یا کسی اور کو رب بنا لینا ہے؟

انسان کی پیدائش اور رب کا لفظ:

عالم ارواح میں بھی رب کا لفظ استعمال ہوا اور جہاں انسان کی پیدائش کا تذکرہ ہے وہاں بھی رب کا لفظ استعمال ہوا۔

یَاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ اے انسانوں تم ڈرو اپنے رب سے اَلَّذِیْ وہ ذات خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا اور اس سے اس کا جوڑا بنایا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّنِسَآءً اور اس جوڑے سے اللہ تعالیٰ نے کئی مردوں اور کئی عورتوں کو پھیلا دیا۔ دیکھا! یہاں بھی رب کا لفظ استعمال کیا گیا۔

حضرت عمرانؑ کی بیوی اور بیٹی کا اللہ پر یقین:

عمران علیہ السلام کی بیوی حاملہ تھیں۔ قرآن بتاتا ہے کہ انہوں نے دعا مانگی۔ وَاِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ اور جب کہا عمران کی بیوی نے۔ رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَکَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ اے میرے پروردگار! جو کچھ میرے پیٹ میں ہے میں نے اسے تیرے لیے وقف کر دیا پس تو مجھ سے قبول فرمالے۔

غور کیجیے! کہ ایک نبی کی بیوی دعا مانگ رہی ہے رب کے لفظ سے خالق یا مالک کے لفظ سے نہیں۔ اللہ کی قدرت کہ بیٹی پیدا ہوگئی۔

فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ وَضَعْتُهَآ اُنْثٰی جب اس نے کو جنا تو کہنے لگی اے میرے پروردگار! میں نے تو بیٹی کو جنا ہے ۔وَلَیْسَ الذَّکَرُ کَالْاُنْثٰی اور بیٹا بیٹی کی طرح تو نہیں ہوتا وَاِنِّیْ سَمَّیْتُهَا مَرْیَمَ اور میں نے اس بچی کا نام مریم رکھا ہے ۔وَاِنِّیْٓ اُعِیْذُهَا بِکَ وَذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۔میں اس کے بارے میں اور اس کی اولاد کے بارے میں شیطان مردود سے تیری پناہ چاہتی ہوں اس دعا کے جواب میں اللہ تعالیٰ بھی رب کا لفظ استعمال فرماتے ہیں۔

فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ وَّاَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا وَّ کَفَّلَهَا زَکَرِیَّا پھر رب نے اس کو قبول کر لیا بہتر قبول کرنا اور زکریا علیہ السلام نے اس کی پرورش کی۔ رب نے قبول کیسے کیا؟

کہ مریم ایک مرتبہ اکیلی تھیں اور حضرت زکریا علیہ السلام کہیں تبلیغ پر چلے گئے تھے۔ واپس آنے میں دیر ہوگئی۔ آپ پریشان تھے کہ پیچھے کھانے کی کوئی چیز نہیں تھی۔ شاید مریم بھوکی رہی ہوگی۔ نیند بھی آئی ہوگی یا نہیں۔ جب آپ حجرہ میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ مریم محراب کے اندر بیٹھی ہوئی بے موسم پھل کھا رہی ہے۔ کُلَّمَا دَخَلَ عَلَیْهَا زَکَرِیَّا الْمِحْرَابَ جب زکریا علیہ السلام داخل ہوئے محراب کے اندر وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا تو اس کے پاس رزق پایا قَالَ یٰمَرْیَمُ اَنّٰی لَکِ هٰذَا پوچھا اے مریم! یہ کہاں سے آیا؟۔ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ کہا یہ تو اللہ کی طرف سے ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ بیشک اللہ جسے چاہتا ہے بغیر حساب کے عطا کرتا ہے۔

حضرت زکریاؑ کی دعا:

یہ سن کر حضرت زکریاؑ نے بھی اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی هُنَا لِکَ دَعَا زَکَرِیَّا رَبَّہٗ جب نے اپنے رب کو پکارا رَبِّ هَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْکَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً اے پروردگار! مجھے بیٹا عطا فرما اور بیٹا بھی ایسا جو پاکیزہ ہو طیب ہو۔ اس طرح کیوں مانگا؟ اس لئے کہ اولاد کا ہونا ایک خوشی اور اس کا نیک ہونا اس سے بڑھ کر خوشی۔ تو بیٹا مانگا پاکیزہ اور طیب سبحان اللہ

کیوں وہ جانتے تھے کہ اے اللہ! تو مریم کو بے موسم کے پھل عطا کر سکتا ہے' میں بوڑھا ہو چکا ہوں' میری ہڈیاں بوسیدہ ہو گئیں اور میرے بال سفید ہو گئے' اے اللہ بڑھاپے میں مجھے بھی بے موسم کا پھل عطا کر سکتا ہے' اس بڑھاپے میں مجھے بھی بیٹا دے سکتا ہے۔

بچے کی ضروریات کون پوری کرتا ہے؟:

چھوٹا بچہ بیچارہ کچا خود اٹھ نہیں سکتا' اپنا لباس نہیں پہن سکتا دودھ نہیں پی سکتا' اپنی کروٹ نہیں بدل سکتا۔ اتنا ضعیف اور اتنا کمزور' نہ مکان اپنا نہ لباس اپنا' نہ مال اپنا' نہ پیسہ اپنا' نہ طاقت جسم میں' کچھ بھی اپنا نہیں لیکن ایک ذات اس کی پروردگار ہے۔ وہ اس بچے کی محبت ماں باپ کے دل میں ڈال دیتی ہے۔ بس ماں باپ قربان ہوتے جاتے ہیں۔

ماں اپنا کلیجہ کاٹ کر پیش کرنے کو تیار بچے کو نیند نہیں آرہی' ماں جاگ رہی ہے۔ کوئی ماں ہے کہ بچہ رو رہا ہو تو وہ سوئی ہوئی ہو؟ نہیں' کوئی ماں ایسی نہیں ہے۔ اس لیے کہ ماں باپ کے دل میں اللہ تعالیٰ بچے کی محبت ڈال دیتے ہیں پھر یہ محبت بچے کی پرورش کا سبب بنتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے سامنے رونے کی اہمیت:

مادی اعتبار سے اس بچے کا کچھ اپنا نہیں ہے مگر ایک چیز اپنی ہے وہ کیا؟ رونا۔ جب بچے کو بھوک لگی' اس نے رونا شروع کر دیا تو اس کے لیے دودھ کا انتظام ہو گیا۔ بچے کو پیاس لگی' اس نے رونا شروع کر دیا تو اس کے لیے پانی کا انتظام ہو گیا۔ بچے کو نیند آئی اس نے رونا شروع کر دیا تو اس کے لیے بستر کا انتظام ہو گیا۔

بچے کو قضائے حاجت کی ضرورت محسوس ہوئی' اس نے رونا شروع کر دیا اس کے لیے قضائے حاجت کا انتظام ہو گیا مختصر بات یہ ہے کہ بچے کو کوئی بھی ضرورت پیش آئے وہ رو پڑتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی ضرورت کو پورا فرما دیتے ہیں۔

اس سے کسی عارف نے نکتہ نکالا کہ اے انسان! جب تک تو رونا جانتا تھا اللہ تعالیٰ تیری ہر ضرورت کو پورا فرماتے تھے جب تو نے رونے کو بھلا دیا اللہ تعالیٰ نے تیرے کاموں کو اٹکانا شروع کر دیا۔

سب کی ضرورتیں پوری کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے:

بچے کی ضروریات ظاہری طور پر تو ماں باپ پوری کرتے ہیں مگر در حقیقت ہر ضرورت اللہ تعالیٰ پوری کرتے ہیں۔ یہ بچہ کھاتا کس کا ہے؟ اللہ کا دیا ہوا پہنتا کس کا ہے؟ اللہ کا دیا ہوا۔ اور جب یہی بڑا ہو جاتا ہے تو کہنے لگ جاتا ہے۔ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى میں سب سے اعلیٰ رب

ہوں او انسان! تو کیوں نہیں سوچتا؟ کیوں تیری آنکھیں ماتھے پر لگ جاتی ہیں؟ تو اپنی پیدائش کو کیوں بھول گیا۔ اتنا تنگ راستہ تھا جس کو اللہ نے تیرے لیے کھلا کر دیا۔

فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ اِلٰى طَعَامِهٖ دیکھو او انسان! اے ناشکرے تو کیوں نہیں دیکھتا اپنے طعام کی طرف اَنَّا صَبَبْنَا الْمَآءَ صَبًّا ہم نے آسمان سے پانی اتار دیا ثُمَّ شَقَقْنَا الْاَرْضَ شَقًّا پھر ہم نے زمین کو پھاڑ دیا۔ دیکھیے۔ جب ایک عورت بچے کو جنم دیتی ہے تو کتنی تکلیف اٹھاتی ہے اسی طرح ایک کونپل جب زمین سے نکلتی ہے تو گویا زمین سے بچہ پیدا ہو رہا ہوتا ہے۔ زمین کی اولاد جنم لے رہی ہوتی ہے۔ اب سوچیے زمین کو کتنی تکلیف اٹھانی پڑتی ہوگی۔

سب سے مشکل انسان کا بچہ پلتا ہے۔ بکری کے بچے کو دیکھو پیدا ہونے کے چند منٹ بعد بھاگ رہا ہوتا ہے۔ بھینس کے بچے کو دیکھو پیدا ہونے کے چند منٹ بعد دودھ پی رہا ہوتا ہے' خود بخود چل پھر رہا ہوتا ہے۔ انسان کے بچے کی پرورش سب سے مشکل ہے کئی سال تک ماں باپ کو پریشانی اٹھانی پڑتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کے لیے ہوا کا انتظام کیا ہے پانی کا انتظام کیا' پھل پھول کا انتظام کیا روٹی کا انتظام کیا ماں کی چھاتی سے دودھ کی نہریں جاری کر دی۔ پیدائش سے پہلے اس کے انتظامات شروع ہو گئے پیدائش ہوتے ہی دودھ کی نہریں جاری ہو گئیں۔ ذرا بڑا ہوا تو دانت نہیں تھے' دانت آنے شروع ہو گئے جب اس کو چلنے پھرنے کی ضرورت ہوئی تو اللہ نے اس کو طاقت عطا فرما دی جو بچہ شروع میں خود اٹھ کر کھڑا نہیں ہو سکتا تھا۔ جب جوان ہوتا ہے تو کئی من وزن سر پر رکھ کر دوڑ لگا رہا ہوتا ہے پہلوان بن جاتا ہے۔ ارے! اس کی ابتدا تو دیکھو کتنا ضعیف تھا' اب دیکھو اللہ نے اس کو کتنا قوی بنا دیا۔

دُعائیں

اے رب العرش العظیم ہماری آنکھوں کی روشنی کو قرآنی الفاظ سے تیز فرما دے

اے رب العرش العظیم ہمارے کانوں میں اپنے دین کی مٹھاس بھر دے

اے رب العرش العظیم ہماری زبانوں کو اپنے نور کی مٹھاس سے بھر دے

اے رب العرش العظیم ہمارے دلوں کو اپنے نور سے منور فرما دے

اے رب العرش العظیم اس دن سے بچا جس دن صور پھونک دیا جائے گا

اے رب العرش العظیم اس دن سے بچا جس دن پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائینگے

اے رب العرش العظیم اس دن کی رسوائی سے بچا جس دن ساری انسانیت آپکی عدالت میں جمع ہوگی

اے رب العرش العظیم اس دن سے بچا جس دن حساب کتاب کے بعد اعمال نامہ بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا

اے رب العرش العظیم اس دن سے بچا جس دن چہرے سیاہ کر دیے جائینگے

اے رب العرش العظیم ہماری مدد فرما

اے رب العرش العظیم ہمیں سیدھا راستہ دکھا

فا نصر علی القوم الکافرین

فانصرعلی القوم الظالمین

فا نصر علی القوم المشر کین:

کیا آپ نے کبھی سوچا ہے؟

جب ہم صحیح مسلمان تھے کسی گروہ یا فرقہ میں تقسیم نہ تھے تب قرطبہ پر مسلمان حکمران تھے خلافتِ عثمانیہ بھی مسلمانوں کی پہچان تھی تعلیمی درس گاہیں بھی مسلمانوں کی تھی سائنسدان بھی مسلمان تھے دنیا میں ہرنئی چیز مسلمان متعارف کرواتے تھے جب سے ہم نے صوبائیت ،لسانیت کو اپنایا اور فرقہ بندی کو اپنی پہچان بنایا تب سے ہم ہر شعبہ میں زوال کا شکار ہیں پستی اور ذلت مسلمانوں کا مقدر بنتی جارہی ہے آیئے ہم پھر سے صحیح مسلمان بن جائیں اپنی پہچان بطور مسلمان کروائیں تاکہ اللہ کی رحمتوں کا نزول ہو گم شدہ علمی میراث واپس مل جائے اور عظمتِ رفتہ بحال ہو جائے اور پھر شان سے زندگی گزارنے لگ جائیں جیسے مدینہ منورہ کی پہلی اسلامی ریاست میں صحابہ شان سے زندگی گزارتے تھے۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ ہم سب کو قرآن کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے امین